شمس نوید عثمانی

کیا ہم مسلمان ہیں؟

نعمت......ایک لمحۂ فکریہ

ریگزار کی سرد وخموش رات میں دنیا کا سب سے بڑا انسان، سیدالانس وجن اپنے چند ساتھیوں سمیت ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوا۔ اس کی فرمائش پر باغبان نے کچھ تازہ کھجوریں پیش کیں۔ یہ فرمائش اس بات کا اعلان تھی کہ صبر وفقر کی راہ پر چلتے ہوئے جائز لذتوں اور مباح نعمتوں کی طلب جرم نہیں ہے۔ کھجوریں نہایت لذیذ اور شیریں تھیں انہیں کھا کر سرد پانی پیا گیا تو قلب وروح' کیفِ آسودگی سے معمور ہوگئے۔ اسی عالم میں سرور عالم ﷺ کے روئے مبارک پر گہری سنجیدگی کے آثار ظاہر ہوئے اور اس سنجیدگی میں تشویش' احتیاط اور نہ جانے کیا کیا تھا۔ نعمتوں سے حظ اندوز ہونے کا یہی لمحہ ایک عظیم لمحۂ فکریہ ثابت ہوا......لذت کا تاثر' کام ودہن ہی پر ختم ہوجائے تو سیدالانبیاء اور ایک عام آدمی میں کیا فرق رہا۔ یہاں تو کوئی بھی تاثر' روح کی گہرائیوں سے ارے رکھنے والا نہ تھا ''زندگی'' بھوک اور اس کی آسودگی سے ایک قدم آگے بڑھنے کے لیے بیتاب تھی......لیکن وہ قدم کیا ہے؟......وہ سمت سفر کونسی ہے جسے کسی بھی عالم میں بدلا نہیں جاسکتا؟ صحابہؓ یہی سوچ رہے تھے اور ان کی نگاہیں اپنے محبوب آقا کی طرف اٹھی ہوئی تھیں ''جس دن قیامت آئے گی'' حضور ﷺ نے ٹھنڈے پانی کا گھونٹ لیتے ہوئے ایسی آواز میں فرمایا جو پتھروں کے سینے سے پانی نکالنے کی طاقت رکھتی تھی ''جس دن قیامت کا زلزلہ محسوس کیا جائے گا تم لوگ اس نعمت کے لیے خدا کے آگے جواب دہ ہوگے!''۔

اللہ اکبر!......یہ کسی شاعر' کسی فلسفی' کسی نجومی کے الفاظ نہیں تھے' یہ اس دانائے راز کے الفاظ تھے جس کے نطق سے وحی کے مقدس پھول جھڑا کرتے تھے۔ وہ وحی جو کائنات کی سب سے بڑی سچائی ہے۔ حضرت عمرؓ پر زبردست اضطراب طاری ہوا۔ کھجور کے بقیہ خوشے ان کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر آرہے......''لذت'' کے آغاز سے انسان اپنے ''انجام'' کو دیکھ رہا تھا۔ ''کیا اس نعمت کے لیے بھی......اے خدا کے رسول ﷺ؟''۔ ''ہاں اس کے لیے بھی!'' پیغمبرؑ کے لہجے میں حقیقت کی صدائے بازگشت کا جلال گونج اٹھا ''ہاں......بس تین چیزیں دست احتساب سے بچ سکیں گی۔ ستر ڈھانکنے کے لیے کپڑا' بھوک فرو کرنے کے لیے زندہ رہنے کی حد تک غذا اور سر چھپانے کے لیے ایک گوشۂ زمین''

یہ بظاہر ایک معمولی سا واقعہ ہے۔ لیکن کیا واقعی یہ معمولی ہے!......آہ! زندگی کی بنیادی ضرورتوں اور فاضل خواہشات کے درمیان یہ لطیف خطِ امتیاز کیا معمولی ہوسکتا ہے!......یہ قدر نعمت کا حقیقی احساس۔ یہ بے نظیر تقوی۔ یہ خدا کو

ہمہ وقت روبرو پانے کی منزل احسان! اسی کا نام تو بندگی ہے، عبادت ہے، خدا پرستی ہے۔ یہی لطیف خط امتیاز ہے جس کی سمت چل کر صدہا پتھر ہیرے بن گئے اور یہی خط جب سے مٹا ہے دنیا والے...... بلکہ یوں کہیے خود مسلمان بھی خدا کی نعمتوں کو بے شعور جانوروں کی طرح روند رہے ہیں۔ سب کچھ مل جانے پر بھی جب کوئی کانٹا چبھتا ہے، کوئی نعمت چھنتی ہے تو اپنی شرمناک ناشکریوں پر شرم سے پانی پانی ہونے کے عوض وہ شکوہ شکایت کا دفتر لے بیٹھتے ہیں......اس خدا کا شکوہ جو فیاضی میں سمندر سے زیادہ وسیع الظرف اور داد و عطا میں سورج کی روشنی سے زیادہ بیکراں ہے۔ جس کی بخشی ہوئی ہر نعمت سونے کے پہاڑوں میں تل کر بھی بھاری رہتی ہے۔ لیکن ناشکرا انسان نہیں دیکھتا۔ نہیں سوچتا۔ ہے کوئی جو آج بھی اس احساس سے لرز اٹھے کہ خدا کی بے بہا نعمتوں کے انبار سے وہ ہر سانس، ہر آن جو استفادہ کر رہا ہے اس کے لیے خدا کے روبرو اسے جواب دہی بھی کرنی ہے؟

طالب علموں اور زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد کے لیے

دینی معلومات حاصل کرنے کا بہترین موقع

"فہم دین کورس"

پیر، منگل، بدھ۔ بعد نماز مغرب' ایک گھنٹہ

احرار اکیڈمی متصل جامع مسجد چیچہ وطنی

داخلہ جاری ہے

اساتذہ: حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر، مولانا منظور احمد، حافظ شاہد محمود احمد

منجانب: انچارج' فہم دین کورس' دفتر مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی (ضلع ساہیوال)

فون:482253